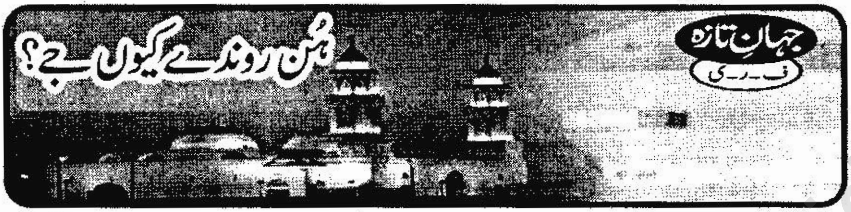

اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل و شعور جیسی نعمت سے نواز کر اسے باقی مخلوقات پر فوقیت دی ہے۔قرآن مجید میں بھی کئی ایک مقامات پر بات کو سمجھانے کے لیے ارشاد فرمایا **افلا تعقلون** ”تم عقل سے کام کیوں نہیں لیتے ہو“ کبھی فرمایا ”تم غور و فکر کیوں نہیں کرتے“۔یعنی اللہ وحدہ لاشریک انسان سے تقاضا کرتے ہیں کہ یہ نا صرف کہ اپنے رب کو پہچاننے میں اپنی عقل کو کام میں لائے بلکہ دنیاوی معاملات میں بھی خوب سوچ و بچار اور غور و فکر کے بعد پھر کسی کام کا فیصلہ کرے اسی لیے کہا جاتا ہے ”کہ جلدی شیطان کی طرف سے ہے۔“

یعنی انسان کو آناً فاناً کوئی فیصلہ نہیں کرنا چاہیے کہ اس طرح اس سے غلطی کا احتمال زیادہ ہوتا ہے اور شیطان یہ چاہتا ہے کہ آدمی غلطی پہ غلطی کرتا چلا جائے تاکہ اس کا کام آسان ہو۔حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے متعلق ارشاد فرمایا **وامرھم شوریٰ بینھم** کہ ان کے معاملات آپس میں مشورے سے طے ہوتے ہیں بلکہ اپنے پیغمبر ﷺ کو ارشاد فرمایا ”**وشاورھم فی الامر**“ کہ آپ اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیجیے اور ساتھی بھی وہ جن سے احد کے میدان میں رنج پہنچا اور ان کی وجہ سے نقصان اٹھانا پڑا مگر انہیں مشورہ میں شامل کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔

اسلام کے اس اصول و ضابطے کا مقصد بھی یہی ہے کہ آدمی فیصلے کرتے وقت عجلت اور جلد بازی سے بچ جائے اور بھی کئی حکمتیں اور مصلحتیں اس میں کارفرما ہیں مگر ہمارے آج کے لیڈر حضرات خواہ وہ مذہبی ہوں یا سیاسی وہ اس کو شجر ممنوعہ سمجھتے ہیں یا پھر اپنی توہین۔کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ مشیر بس وہی مشورہ دے جو ہماری طبیعت اور سوچ کے مطابق ہو یہی وجہ ہے کہ ہر ایک لیڈر نے اپنے اردگرد چند کاسہ لیس رکھے ہوتے ہیں جو ”صاحب“ کا موڈ دیکھ کر مشورہ داغ دیتے ہیں اور ”صاحب“ بھی یہ سمجھتے ہیں کہ یہ میرے بہت ہمدرد خیرخواہ اور وفادار ہیں کہ ہر معاملے میں میری ہاں میں ہاں ملاتے ہیں کبھی انہوں نے میری مخالفت نہیں کی اور مذہبی لوگ اسے ”اطاعت امیر“ کا خوبصورت جامعہ پہنا دیتے ہیں حالانکہ ایسے لوگ صرف اپنے مفادات کے وفادار اور اپنی مراعات کے خیرخواہ ہوتے ہیں آپ کسی بھی سیاسی یا مذہبی جماعت یا پھر کسی دفتر یا ادارہ کو دیکھ لیں ہمیشہ وہ لوگ کئی کئی تنظیمیں اور جماعتیں گھوم پھر کر آئے ہونگے جس تنظیم سے ان کو فائدہ نظر آ رہا ہو اس کے گن گانا شروع کر دیتے ہیں۔جس لیڈر سے ان کے مفادات وابستہ ہوں اس کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملاتے نظر آئیں گے کیونکہ انہیں اس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لیڈر کی آڑ میں اس جماعت کے دستر خوان پر بڑی نظر آ رہی ہوتی ہے اور جو مخلص کارکن یا ورکر ہوتا ہے وہ یقیناً وہی مشورہ دے گا جو اس کے نظم اور لیڈر کے لیے مفید ہو گا لیکن ہو سکتا ہے کہ وہ مشورہ ''صاحب'' کی طبع نازک پر گراں گزرے کیونکہ وہ اس کی سوچ کے موافق نہیں ہوتا لہٰذا سمجھتا ہے کہ یہ شخص نہ میرا وفادار ہے اور نہ ہی ہمارے نظم سے مخلص۔ کیونکہ یہ ہمیشہ مخالفت ہی کرتا ہے اس نے کبھی بھی آنکھیں بند کر کے ہاں میں ہاں نہیں ملائی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ یہ باوجود اپنے تمام تر خلوص، ہمدردی اور خیر خواہی کے زیر عتاب آتا ہے اور گھاٹ گھاٹ کا پانی پینے اور ہر چڑھتے سورج کو سلام کرنے والا قربت کا حق دار ٹھہرتا ہے۔

اس کا فیصلہ میں قارئین پہ چھوڑتا ہوں کہ وہ حکمران پارٹی کو دیکھ لیں یا پھر دوسری بڑی سیاسی جماعت مسلم لیگ یا جس بھی جماعت یا تنظیم پر نظر دوڑائیں۔ آپ پر واضح ہو جائے گا کہ مفادات ہمیشہ ابن الوقت ہی سمیٹتے ہیں اور بُرے حالات اور مشکل وقت کے ساتھی ہمیشہ خسارے میں رہتے ہیں کیونکہ وہ اپنے لیڈر یا تنظیم کو برباد ہوتا نہیں دیکھ سکتے یا اس کا نقصان ان سے برداشت نہیں ہوتا تو وہ اپنی قیادت کے فیصلے سے اختلافات کرتا ہے تو اس کو مخالفت کا نام دے کر بلیک لسٹ کر دیا جاتا ہے اور وہ بے چارا اچھے دنوں میں ایک اچھوت بن کر رہ جاتا ہے جبکہ لیڈر خود کوئی فیصلہ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا اور اس کے ارد گرد مفاداتی ٹولہ اس کی ہاں میں ہاں ملا کر اسے مزید غلط فہمی کا شکار کر کے گرداب میں پھنسا دیتا ہے اور خود مزے سے اپنے کام و دھن میں شاد رہتا ہے آپ دور نہیں جایئے ابھی گزشتہ دنوں پہ ہی نظر ڈال لیجے تو مذکورہ سطور کی صداقت آپ پر عیاں ہو جائے گی۔ موجودہ حکمرانوں کے غلط انداز حکمرانی، بدترین کرپشن اور عوام سے انتقام میں نام نہاد اور صرف مراعات کی حد تک اپوزیشن بھی برابر کی نہ صرف شریک ہے بلکہ حکمرانوں کی غلط کاریوں میں ان کی مدد و معاون بھی۔ اب جب کہ انتخابات کی باتیں ہو رہی ہیں تو ہر ہر پارٹی عوام کے سامنے سرخرو ہونے کے لیے نت نئی ڈرامہ بازی کر رہی ہے۔ اس کے لیے زیادہ توجہ جنوبی پنجاب کی عوام پر مرکوز ہے۔ اگر تو اہل لغت کے مطابق سیاست شعبدہ بازی، دھوکہ، فراڈ کا نام ہے تو مان لینا چاہیے کہ زرداری اس وقت پاکستان کا سب سے بڑا سیاسی لیڈر ہے اقتدار کے شروع دنوں سے لیکر اب تک ہر مشکل وقت میں کوئی نہ کوئی انوکھا شعبدہ ہی اس کی پٹاری سے برآمد ہوتا ہے۔ انہی میں سے ایک جنوبی پنجاب کو الگ صوبہ بنانے کا شوشہ بھی ہے اس کے کئی مقاصد تھے لیکن سب سے بڑا مقصد میاں برادران کو زچ کرنا اور ان کی قوت کو توڑنا تھا مگر زرداری حکومت کے پاس قانونی و اخلاقی جواز نہ تھا کہ وہ اس کا قیام عمل میں لاتی ہے۔ چنانچہ ایک در فطنی یہ چھوڑی گئی کہ پیپلز پارٹی قومی اسمبلی میں جنوبی پنجاب کو صوبہ بنانے کی قرارداد پیش کرے گی۔ حالانکہ وہ قرارداد بے فائدہ ہوتی کیونکہ جب تک متعلقہ اسمبلی مطالبہ نہیں کرتی اس وقت تک اس صوبے کی تقسیم نہیں ہو سکتی۔ مگر ہمارے لیڈر اپنی عقل سے تو ہاتھ ہو لا رکھتے ہی تھے کسی سے مشورہ کرنے کی زحمت بھی نہ کر سکے اور وہی کاسہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لیس اور خوشامدی گھیر گھار کر میاں صاحب کو اس بات پر لے آئے کہ پیپلز پارٹی سے پہلے مسلم لیگ کو پنجاب اسمبلی میں قرارداد پیش کر دینی چاہیے تا کہ جنوبی پنجاب کے لوگوں کی زیادہ سے زیادہ ہمدردیاں سمیٹی جا سکیں۔ چنانچہ اسی افراتفری میں پنجاب کو تین صوبوں میں تقسیم کرنے کی قرارداد پیش کر دی گئی اور اسے متفقہ طور پر اسمبلی سے منظور بھی کروا لیا گیا کیونکہ اراکین اسمبلی بھی صحیح مشورہ دے کر یا غور و فکر کی طرف توجہ دلا کر قیادت سے مخالفت کا خطرہ مول نہیں لینا چاہتے وہ تو ہر وقت اس انتظار میں ہوتے ہیں کہ کب ''صاحب'' کی زبان سے کوئی لفظ نکلے تو وہ ''جی ہاں'' کا آوازہ بلند کریں اور اگر اسی لمحے ''صاحب'' نے اس کے خلاف بات کہہ دی تو یہ خیر خواہ بھی اس وقت یوٹرن لے کر بغیر سوچے سمجھے پہلی ''جی ہاں'' کا رد کرتے ہوئے ایک دفعہ پھر ''جی ہاں'' کہہ دیتے ہیں اور بالکل ''تھالی کے بینگن'' والی مثال کی عملی صورت پیش کر دیتے ہیں اور ایسی ''جی ہاں'' ہم ہر روز کئی مرتبہ سنتے اور ایسی صورتحال کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ اب جب پنجاب کے تمام اراکین اسمبلی جن میں جنوبی، وسطی پنجاب اور پوٹھوہار کے اراکین بھی شامل تھے نے حمایت کی تو حکومت نے ان کی جلد بازی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے جلد بازی میں ہی ایک کمیشن قائم کر دیا جو پنجاب میں دو نئے صوبوں پر اپنی سفارشات پیش کریگا اب میاں برادران کو سمجھ آئی تو انہوں نے چیخنا چلانا شروع کر دیا کہ یہ کمیشن صرف پنجاب کی تقسیم کے لیے ہے باقی صوبوں کی تقسیم کے لیے نہیں لہٰذا قومی سطح کا ایک کمیشن بننا چاہیے جو باقی صوبوں کی تقسیم بھی کرے۔

اور بھلے مانو! باقی صوبوں نے تو تقسیم کا مطالبہ ہی نہیں کیا حالانکہ حکمران اتحاد میں بھی کئی جماعتیں دوسرے صوبوں کی تقسیم چاہتی ہیں لیکن وہ آگے بڑھ کر اپنے آپ پر تقسیم کا لیبل نہیں لگوانا چاہتیں خصوصاً ایم کیو ایم عرصہ دراز سے سندھ کی تقسیم کے لیے پر تول رہی ہے لیکن وہ بھی مناسب حالات کے انتظار میں ہے جنوبی پنجاب کے لیے بھی وہ زیادہ سرگرم اس لیے ہے کہ اس طرح اُسے سندھ میں نئے صوبے کے قیام کے لیے ایک دلیل مل جائیگی اور عملی طور پر تو انہوں نے سندھ کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے جیسا کہ حالیہ بلدیاتی نظام کا آرڈیننس اس کی زندہ مثال ہے صرف الگ نام رکھنا ہی باقی رہ گیا ہے لیکن میاں صاحب اب آپ شور کیوں مچا رہے ہیں ساڑھے چار سال تک زرداری اینڈ کمپنی پاکستانی قوم سے بدترین دشمن کا سا رویہ اپنائے رکھی اور آپ بیرون ممالک سیر سپاٹوں میں مصروف رہے جب بھی ملک میں کوئی اہم ایشو پیدا ہوتا آپ نجی دورے کے نام پر لندن سدھار جاتے اب اگر زرداری صاحب نے اپنے ہنر آپ پر آزمانے کا آغاز کیا ہے تو اب رونے دھونے کا کیا فائدہ ہے بلکہ عام انتخابات تک (اگر ہوئے تو) دیکھتے جایئے زرداری صاحب کیا کیا پتے کھیلتے ہیں اور آپ کو تگنی کا ناچ کیسے نچاتے ہیں عام انتخابات سے پہلے بلدیاتی انتخابات کا نعرہ بھی اسی کا حصہ ہے بس آپ لوہے کے چنے چبانے کے لیے مضبوط دانتوں کا بندوبست کریں اور مجھے کہنے دیں۔

ہن روندے کیوں جے؟

© rasailojaraid.com